اداریہ

نائب مدیر

پیغام سیرت

ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذاتی زندگی کی چند جھلکیاں اور ہماری زندگی

پیغام سیرت

ہر شخص عام طور پر دوہری زندگی گزارتا ہے، اس کی ایک تصویر تو اس کے ماننے والوں، چاہنے والوں اور دیکھنے والوں کے سامنے ہوتی ہے، اور دوسری صورت گھر کے اندر ہوتی ہے، جس سے باہر کی دنیا واقف نہیں ہوتی۔ انسانی تاریخ میں صرف ایک مثال ہے، اور صرف ایک ذات ہے، جو اندر باہر ایک ہے، اور وہ ذات اپنی دن رات کی گھریلو زندگی کے بارے میں بھی اس قدر اعتماد رکھتی ہے کہ اس کی طرف سے اپنے قریب رہنے والوں کو عام دعوت ہے کہ جو دیکھو، جب دیکھو، جیسے دیکھو بیان کر دیا کرو، کچھ مت چھپاؤ، سب تاریخ کی امانت ہے، اور سب کچھ لوگوں تک پہنچنا چاہیے۔ یہ بات لکھنے میں بہت آسان ہے، مگر یہ بات کہنے کے لیے برسوں کی ریاضت درکار ہے، پھر بھی یہ کہنے کی ہمت شاید کسی کو نہ ہو سکے۔ وہ ذات رسول اکرم ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہے۔

اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور جوانی و نوجوانی کے بھرپور اور سرگرم ترین چالیس برسوں کی گواہی کسی اور کے قلم سے نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس رفیقۂ حیات کے قلم سے ہم تک

پہنچی ہے، جو آپ کے ساتھ اس وقت تک پندرہ قیمتی برس گزار چکی تھیں، اور خود عمر میں آپ سے پندرہ برس بڑی تھیں۔ آپ ﷺ کی پہلی رفیقۂ حیات، جو شادی کے وقت چالیس برس گزار چکی تھیں اور جن کی یہ تیسری شادی تھی، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ یعنی اس بیان میں مبالغے، وقتی جذبات اور خلاف واقعہ امر کا شامل ہو جانا ممکن ہی نہیں۔ وحی اول یعنی سورۃ العلق کی ابتدائی آیات کے نزول کے بعد حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا تھا:

> کلا، واللہ ما یخزیک اللہ ابداً، انک لتصل الرحم، وتحمل الکل، وتکسب المعدوم، وتقری الضیف، وتعین علی نوائب الحق (۱)
>
> خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی رنج نہ دے گا، اس لیے کہ آپ توصلہ رحمی کرتے ہیں، آپ ﷺ ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، آپ ناداروں کے لیے کماتے ہیں، آپ مہمان نوازی کرتے ہیں، آپ ﷺ لوگوں کی ان مشکلات میں مدد کرتے ہیں جو حق ہوتی ہیں۔

اس بنا پر ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم آپ ﷺ کے گھر کی اندر کی زندگی کو جانیں، اور غور کریں کہ ہم بھی اپنے اندر یہ اعتماد کیسے پیدا کر سکتے ہیں کہ ہم بھی دوہری زندگی کے مصنوعی ماحول سے باہر نکل سکیں اور ہر ایک کو اپنے گھر کے اندر جھانکنے کی اجازت دے سکیں۔

اس مقصد کے لیے ہم نے ان سطور میں آپ ﷺ کی گھریلو اور اندرونی زندگی کے چند پہلوؤں کا انتخاب کیا ہے۔(۲)

آپ ﷺ کے کپڑے

حضرت ابو بردہؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دبیز چادر اور ایک موٹے ہ کپڑے کا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور

۱۔ بخاری: ج۱،ص۶، رقم ۳

۲۔ اس موضوع پر تفصیل سے جاننے کے لیے شمائل نبوی کے عنوان سے موجود کتب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

فرمایا کہ ان ہی دو کپڑوں میں آپ ﷺ کا انتقال ہوا تھا۔(۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز آپ صبح کے وقت گھر سے باہر تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔(۲)

لباس انسان کی شناخت ہے، اور امارت پسندی کا سب سے نمایاں اظہار۔ انسان کو ذرا سی فراخی حاصل ہو تو اس کی توجہ کا پہلا مرکز اس کا لباس ہی ہوتا ہے، اور مالی طور پر مستحکم شخص کے لیے حکم بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مالی نعمتوں کا اظہار اس کی شخصیت سے بھی ہونا چاہیے۔ مگر یہاں ملاحظہ ہو کہ مدینہ منورہ میں فراخی کے حاصل ہونے کے بعد بھی، جب آپ ﷺ پوری ریاست مدینہ کے بلاشرکت غیرے امیر تھے، آپ کا رہن سہن کس قدر سادہ تھا۔

سلیقہ اور نفاست

آپ ﷺ کو بدسلیقگی سخت ناپسند تھی، آپ سادگی پسند تھے، مگر نفاست کے ساتھ رہنا پسند کرتے تھے۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑا پہنا کرو، اس لیے کہ وہ زیادہ پاک وصاف رہتا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔(۳)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے۔ یا دونوں پاؤں ننگے رکھے یا دونوں پاؤں میں جوتا پہنے۔(۴)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک (پاؤں میں) جوتا پہنے۔(۵)

۱۔ بخاری: ج ۴، ص ۷۴، رقم ۵۸۱۸

۲۔ شمائل ترمذی: ۵۶

۳۔ ابوداؤد: کتاب اللباس، باب فی البیاض

۴۔ بخاری: ج ۴، ص ۵۶، رقم ۵۸۵۶

۵۔ شمائل: رقم ۸۲

اس میں جہاں چلنے کے معاملے میں احتیاط کا درس موجود ہے۔ وہیں بدسلیقگی سے بھی منع کیا گیا ہے، کیوں کہ صرف ایک پیر میں جوتا پہن کر چلنا، چال بھی متاثر کرتا ہے اور یہ منظر دیکھنے والوں پر بھی اچھے اثرات مرتب نہیں کرتا۔ نیز اس صورت میں قدم لڑکھڑانے اور انسان کے غیر متوازن ہونے کا خدشہ بھی رہتا ہے۔ اس لیے ایسی صورت سے احتراز ضروری ہے۔

کھانا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے میں عیب نکالنا بھی پسند نہ تھا: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند ہوا تو کھالیا اور اگر ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔(۱)

دراصل اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں، ایک تو کھانے کی برائی اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی صورت بھی اختیار کرلیتی ہے، پھر اس میں کھانا بنانے والے کی تحقیر اور اس کی دل شکنی کا پہلو بھی شامل ہے۔ اگر کھانے کی برائی انسان کی عادت بن جائے تو انسان میں عدم اطمینان کی کیفیت بھی دائمی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ یہ سب باتیں ظاہر ہے کہ خود برائی کرنے والے شخص کے لیے بھی نقصان دہ ہیں۔ اس لیے ان سے منع کیا گیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارکہ میں کھانے کھاتے ہوئے سادگی اتنی تھی کہ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ (کھانے کے بعد) انگلوں کو چاٹ لیا جائے اور برتن کو صاف کرلیا جائے اور آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ تم نہیں جانتے کہ کھانے کے کس ذرے میں برکت ہے۔(۲)

یہ عمل خود کسی قدر سادگی اور عاجزی کا مظہر ہے، اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح ابن عباس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی کئی رات مسلسل بھوکے گزار دیتے تھے کہ رات کو کھانے کے لیے کچھ موجود نہیں ہوتا تھا، اور

۱۔ بخاری: ج ۳، ص ۴۵۴، رقم ۵۴۰۹

۲۔ ابن ماجہ: کتاب الاطعمہ، باب لعق الاصابع

اکثر آپ کی خوراک جو کی روٹی ہوتی تھی۔(۱)

جن روایات میں آپ ﷺ کے فقر وفاقے کا ذکر ہے، ان کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے، وہ کسی مجبوری کے سبب نہ تھا، بل کہ آپ ﷺ کا خود اختیاری تھا، اور آپ ﷺ کے ایثار کی وجہ سے تھا کہ آپ کے پاس جو کچھ میسر ہوتا ضرورت کے وقت وہ ضرورت مند کو دے دیتے اور خود روکھے سوکھے پر گزارا کر لیتے۔

ایک اور روایت ملاحظہ ہو، حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی چپاتی (پتلی روٹی) نہیں کھائی اور نہ بھنی ہوئی بکری کھائی یہاں تک کہ (آپ) اللہ سے جا ملے۔(۲)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کو مدینے آنے کے بعد کبھی تین دن متواتر گیہوں کھانے کے لیے نہیں ملا تھا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔(۳)

کھانے میں سادگی کی ایک ور مثال دیکھیے کہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے۔(۴)

اس کا مفہوم یہ نہیں تھا کہ کسی بھی طرح کے سالن کی موجودگی میں سرکے کی تعریف ہو رہی ہے، بل کہ یہ ایک ایسے موقع کا قصہ ہے، جب گھر میں سرکے کے سوا روٹی کے ساتھ کھانے کے لیے کچھ بھی موجود نہیں تھا، تب آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔مقصود شاید یہ تھا کہ کچھ نہ ہوتے ہوئے اگر صرف سرکہ ہی میسر ہو تو اس کی بھی قدر کی جائے، اور عملی زندگی میں سادگی کو فروغ دیتے ہوئے انسان کے اندر شکر گزاری کے جذبات بیدار کیے جائیں، تا کہ انسان، جو جو میسر ہو اس پر قناعت کرنا سیکھ سکے اور حرص وہوس کی زندگی کا شکار ہونے سے بچ سکے۔

لیکن جب میسر آجاتا تو آپ ﷺ گوشت بھی کھاتے، اور اس وقت کے اچھے کھانوں سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف اٹھایا ہے، چناں چہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ

۱۔شمائل ترمذی: رقم ۱۴۴

۲۔بخاری: ج ۳، ص ۴۴۸، رقم ۵۳۸۵

۳۔بخاری: ج ۴، ص ۲۰۰، رقم ۶۴۵۴

۴۔ترمذی: ج ۳، ص ۳۳۱، رقم ۱۸۴۷

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کہیں سے گوشت آیا، اس میں سے دست آپ کے سامنے پیش ہوئی۔ آپ کو دست کا گوشت پسند تھا۔ آپ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا)(۱)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔(۲)

یعنی آپ ﷺ کی سادگی میں رہبانیت نہیں تھی، انسانی ضرورتوں سے انکار نہیں تھا، میسر رزق سے روگردانی نہیں تھی، بلا وجہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے کی روایت نہیں تھی، بل کہ مزاج کی لچک تھی کہ ہر حال میں گزارا کر لیتے اور ہر حال میں راضی بہ رضا رہ کر اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ اچھا کھانا میسر آتا تو اس سے خوب لطف اندوز ہوتے، مگر آپ ﷺ اسے زندگی کی ایک ضرورت سمجھتے، انسانی زندگی کا مقصد نہیں۔ اس معمول نبوی میں ہمارے لیے بھی اسوۂ حسنہ موجود ہے۔

خوش بو

آپ ﷺ کو خوش بو پسند تھی، مگر دیکھیے اس حوالے سے بھی کیا ہدایت فرمائی: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں واپس نہیں کرنی چاہئیں۔ ۱۔ تکیہ، ۲۔ خوش بو، ۳۔ دودھ۔(۳)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مردانہ خوش بو وہ ہے جو پھیلتی ہوئی اور جس کا رنگ غیر محسوس ہو اور زنانہ خوش بو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوش بو مغلوب۔(۴)

دیکھیے جہاں ایک جانب خوش بو کو انتہائی ذوق کا حصہ قرار دے کر اس کی ترغیب دی،

۱۔ ابن ماجہ: کتاب الاطعمہ، باب اللحم

۲۔ شمائل: رقم ۱۷۰

۳۔ ترمذی: ج ۴، ص ۳۶۲، رقم ۲۷۹۹

۴۔ شمائل ترمذی: رقم ۲۱۸

وہیں مرد و خواتین کی فطری ضرورتوں کو بھی نمایاں فرمادیا، کیوں کہ خاتون کا خوش بو لگا کر باہر نکلنا غیر مردوں کی توجہ کا باعث بن سکتا ہے۔ یہ بات خواتین کے تحفظ کے نقطۂ نظر سے بھی احتیاط کی متقاضی ہے۔

گفت گو

بیان تو نبوت کا فن ہے، اور آپ ﷺ تو بحرِ فصاحت تھے۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اتنی متانت اور ترتیل سے گفت گو فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص (آپ کے الفاظ) شمار کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا۔ (۱)

کہاں ہمارے چبا چبا کر اور بنا بنا کر بولنے والے خطیب اور کہاں نبوت کا اندازِ تکلم۔ سبحان اللہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ (بعض مرتبہ حسب ضرورت) کام کو تین تین مرتبہ دہراتے، تاکہ سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں۔ (۲)

گفت گو دراصل مافی الضمیر منتقل کرنے کا نام ہے، یہ کام چیخنے چنگھاڑنے یا گانے بجانے سے نہیں ہوسکتا، پھر جب معاملہ دین اور دینی روایات کا ہو تو اس کا ماحول الگ سے تقدس چاہتا ہے، آپ ﷺ نے اس حوالے سے یہ ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ اگر نبوی اسلوب تکلم ہمارے سامنے رہے، تو ہم اس میدان میں بھی بہت سی خرافات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

مسکراہٹ

اندر کا انسان مطمئن ہو تو باہر اس کے اثرات ضرور دکھائی دیتے ہیں۔ مگر ہنسنے اور مسکرانے کے لیے بھی نفاست اور اس نفاست کے لیے تربیت اور ریاضت نہایت ضروری ہے۔

۱۔ بخاری: ج ۲، ص ۴۲۸، رقم ۳۵۶۷

۲۔ شمائل ترمذی: رقم ۲۲۳

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔(۱)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آں حضرت ﷺ کو اس طرح کھل کھلا کر ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگتا ہو۔ آپ صرف مسکراتے تھے۔(۲)

نیک ہونے کے لیے چہرے پر سختی اور یبوست سجانا ضروری نہیں، ایک مسکراتا چہرہ ہی مومن کی پہچان ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے باہمی میل ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنے کی تلقین فرمائی ہے۔

مزاح

انسانی زندگی خشک اور ہر طرح کی لطافتوں سے مبرا نہیں ہے، انسان اگر نفاست رکھتا ہے، اور لطافت سے آشنا ہے تو لطف حسِ مزاح بھی ضرور رکھتا ہے، چناں چہ آپ ﷺ بہترین حسِ مزاح رکھتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک مرتبہ مزاحاً یا ذالاذنین (اے دو کان والے) فرمایا۔(۳)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم سے مذاق بھی فرمالیتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا۔(۴)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے آں حضرت ﷺ سے درخواست کی کہ کوئی سواری کا جانور مجھے عطا فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک اونٹنی کا بچہ تمہیں دوں گا۔ سائل نے عرض کیا کہ حضور میں بچہ لے کر کیا کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔(۵)

۱۔ شمائل ترمذی: رقم ۲۲۶

۲۔ بخاری: ج ۴، ص ۱۰۸، رقم ۶۰۹۲

۳۔ شمائل: رقم ۲۳۴۔ مسند احمد: ج ۳، ص ۵۸۰

۴۔ ترمذی: ج ۳، ص ۳۹۹، رقم ۱۹۹۷

۵۔ ترمذی: ایضاً، رقم ۱۹۹۹

ملاحظہ کیجیے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے مزاح بھی فرمایا، بے تکلفی سے بات چیت بھی کی، مگر ہر صورت میں سچائی بھی قائم رہی اور گفت گو میں لطف بھی پیدا ہوگیا۔ مزاح اسی کو کہتے ہیں کہ چلتے چلتے کوئی لطیف بات کہہ دینا، کوئی ایسا جملہ اچھال دینا، جس کو سن کر چہرے پر مسکراہٹ آجائے اور ہونٹوں پر تبسم لوٹ جائے۔ لیکن اس مقصد کے لیے جھوٹ بولنا، بہتان باندھنا، مزاق اڑانا اور خلافِ واقعہ بات کرنا درست نہیں ہے۔ شریعت نے ان باتوں سے منع کیا ہے۔

بستر

مدینہ منورہ میں جب آپ ایک بڑی اور تیزی سے پھیلتی ہوئی ریاست کے بلا شرکتِ غیرے حکم راں تھے، آپ کے گھر کا عالم یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آں حضرت ﷺ کا بستر جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔(۱)

اسی طرح آپ ﷺ کی دوسری زوجہ محترمہ حضرت حفصہ کی گواہی بھی ملاحظہ کیجیے: حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں آں حضرت ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا:

> ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم آپ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوجائے گا۔ چناں چہ میں نے ایسا ہی کیا (یعنی چوہرا کر کے بچھا دیا) آں حضرت ﷺ نے صبح کو دریافت فرمایا کہ رات کو میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر، رات کو اسے چوہرا کر دیا تھا، تاکہ زیادہ نرم ہوجائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو پہلی والی حالت میں رہنے دو۔ اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد سے مانع ہوئی۔(۲)

۱۔ بخاری: ج ۴، ص ۲۰۰، رقم ۶۴۵۶

۲۔ شمائل: رقم ۳۲۸

روزے

رمضان کے روزے تو ہر مسلمان پر فرض ہیں، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے علاوہ بھی روزے سے رہتے۔ چناں چہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہینے کے شروع میں تین دن روزے رکھتے تھے اور جمعے کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے۔(۱)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال پیر اور جمعرات کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں پیش ہوں۔(۲)

مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا افطار کیا ہوتا؟ یہ بھی جاننے کی ضرورت ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تر کھجوریں موجود نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے۔ اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے۔(۳)

روزہ دراصل انسان کے مزاج میں ٹھہراؤ، تحمل اور برداشت پیدا کرتا ہے اور اس فانی دنیا سے قلبی تعلق ختم کرتا ہے، یہی سبب ہے کہ رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفلی روزوں کا خاص اہتمام فرمایا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرمائی ہے۔

خلاصہ

شمائل نبوی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہن سہن اور طرز حیات پر مشتمل چند جھلکیاں یہاں پیش کی گئی ہیں۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات اور اخلاق کا احاطہ مقصود نہیں، ان چند جھلکیوں سے اپنی زندگی کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ یہ تمام امور وہ ہیں، جن سے کسی ایک فرد کو بھی مفر

۱۔ شمائل: رقم ۳۰۲

۲۔ ترمذی: ابواب الصوم باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس۔ دارمی: ج ۲، ص ۳۳

۳۔ ترمذی: ابواب الصوم باب ماجاء ما ستحب علیہ الافطار

نہیں۔ ان سے سب کا واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے ان امور کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمہ وقت ہمارے سامنے رہنا چاہیے، تاکہ ہم وقتاً فوقتاً انہیں ملاحظہ کرتے رہیں، اور مسلسل خود احتسابی کے عمل سے اپنے آپ کو گذارتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تاخیر اور وجوہ تاخیر

کچھ عرصے سے شش ماہی السیرہ عالمی اپنی اشاعت کا بروقت اہتمام نہیں کرسکا۔ اس کی چند در چند وجوہ ہیں، جن میں نمایاں ترین سبب تو کرونا کی وبائی صورت حال ہے، جس نے ساری حیاتِ انسانی دنیا بھر میں معطل کر کے رکھ دی، مگر اس سے قبل بھی تاخیر اس سبب سے رہی کہ ایک تو معیاری غیر مطبوع مضامین کا حصول مشکل تر ہوتا جارہا ہے، چند ایک جو لکھ رہے ہیں وہ محض انتظامی اور منصبی ضرورتوں کے تحت لکھ رہے ہیں، اور اس مقصد کے لیے السیرہ کے لیے لکھنا ان کے لیے مفید نہیں ہوسکتا۔ پھر کاغذ کی مسلسل گرانی نے تمام ہی اشاعتی سلسلوں کو نہایت آزمائش میں مبتلا کردیا ہے۔ گزشتہ دو برسوں میں تو اشاعتی اخراجات میں دوگنا سے زائد اضافہ ہوا ہے یہ وہ امور ہیں، جو ادارے کی حدود سے باہر ہیں۔ بہ ہر کیف قارئین کو جو زحمت انتظار اٹھانی پڑی، اس پر معذرت۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو جاری رکھنے کی توفیق ارزانی فرمائے اور قبول فرمائے۔ آمین

تذکرہ مولانا سید زوار حسین رحمہ اللہ

(دو جلدیں)

ترتیب وتدوین

سید عزیز الرحمٰن

ابواب

جلد اول

○ حیات، ○ خراج عقیدت، ○ شاعری،

جلد دوم

○ خدمات، ○ خلفاء، ○ افکار

قیمت ۸۹۰ روپے کل صفحات: ۷۹۲

ناشر

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

اے۔۴/۱۸،۴ ناظم آباد نمبر ۴، کراچی۔۷۴۶۰۰، فون: ۳۶۶۸۴۷۹۰

info@rahet.org - www.rahet.org

zawwar academy publication

research academy for higher education & technology